فواتح وخواتم سورالقرآن

ایک تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد عبداللہ
پنجاب یونیورسٹی لاہور

قرآن حکیم کے اسلوب کا ہر پہلو ایک معجزہ ہے. جملوں کی برجستگی ،ترکیب کی چستی، عالمانہ انداز بیان،کوثر وتسنیم میں ملے ہوئے جملے،موقع ومحل کے مطابق زور بیان،سیاق وسباق کے مناسب صفات الہیہان سب چیزوں نے اہل زبان عربوں کو مبہوت وششدر کر دیا. یہاں تک کہ اہل عرب جنہیں اپنی زبان دانی پر ناز تھاقرآن حکیم کے اعجاز و اسلوب کے مقابلے میں اپنے آپ کو عاجز وبے بس خیال کرنے لگے۔ بلغاء وفصحاء کو اعتراف کرنا پڑا کہ اسلوب قرآنی، زبان وبیان کی وہ جنس گراں ہے جس تک ان کی پرواز نہیں اور نہ ہوسکتی ہے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ نظم و اسلوب خود اس کی فطرت لسانی کی روح اور جان ہے اورکسی عرب کے دل و دماغ کو اس بیان سے متاثر ہونے سے نہیں بچایا جاسکتا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کتاب عظیم کے اس اعجاز کی طرف اشارہ ہے جو قیامت تک کے تمام انسانوں کو شامل ہے۔

”وَاِنْ كُنْتُمْ فِی رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُو بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَالَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ“ (۱)

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا تو اس جیسی
ایک سورت تو لے آو اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو .اگر تم سچے ہو
پھر اگر نہ لاسکو تم ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی
اور پتھر ہیں جو تیار کر رکھی گئی ہے۔ کافروں کے لیے۔

قرآن حکیم کا نظم بھی اس کے وجوہ اعجاز میں ایک ہے .عربوں کے جملہ اصناف کلام میں سے کسی میں بھی یہ نظم وترتیب موجود نہیں۔ قرآن کریم کے زور بیان اور ندرت کا راز اسی میں مضمر ہے، اس نظم وربط کا ایک نمایاں پہلو اس کی سورتوں کے فواتح وخواتم ہیں .جن کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ بجائے خود ایک دلچسپی کا موضوع ہے اور اس سے قرآن حکیم کے اعجاز کے بعض پہلوؤں کا انکشاف بھی ہوتا ہے۔

فواتح السور القرآن کا مفہوم:

فواتح فاتحہ کی جمع ہے اس کا سہ حرفی مادہ ف، ت، ح، ہے جس کا لفظی معنی کھولنا اور کسی بھی چیز کی ابتداء کے ہیں .ابن منظور لکھتے ہیں۔

"فتح الاغلاق الفتح نقيض الاغلاق وفاتحة الشئى ،اوله فواتح القرآن اوائل السوره(۲)

یہ لفظ قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر لغوی طور پر انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

جن فواتح کو زیر نظر مقالہ میں بطور اصطلاح استعمال کیا جائے گا اس سے مراد فواتح السور القرآن ہے جس کا مطلب قرآن حکیم کی سورتوں کا آغاز یا ابتدائی حصہ ہے۔

علمائے مفسرین نے اس اصطلاح کو افتتاح السور سے بھی تعبیر کیا ہے۔ (۳)

فواتح سور القرآن کی اہمیت:

ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ جس چیز پر پہلی نظر پڑتی ہے وہ اس چیز کا ظاہری یا ابتدائی حصہ ہوتا ہے اور اسی سے انسان اس کے اچھے یا برے ہونے کا تاثر لیتا ہے. چنانچہ قرآن حکیم کی سورتوں پر پہلی نظر پڑتے ہی انسان اس کی فصاحت، بلاغت اور ربط و نظم سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا.اس وجہ سے علمائے مفسرین نے فواتح السور القرآن کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا۔

اہل بیان کا قول ہے حسن الابتداء بلاغت کی جان ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ کلام کے آغاز میں عبارت کی خوبی اور لفظ کی پاکیزگی کا بہت زیادہ خیال رکھا جائے کیونکہ جس وقت کوئی کلام کانوں میں پڑنا شروع

ہوگا۔ اگر اس وقت عبارت کا چہرہ درست ہوا تو سننے والا بڑی توجہ سے وہ کلام سنے گا اور اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرنے کی کوشش کرے گا ورنہ عبارت کا چہرہ خراب ہونے کی صورت میں باقی کلام خواہ کتنا ہی پاکیزہ ہو سامع کو ابتداء کے بھونڈے الفاظ سن کر کچھ ایسی نفرت ہو گی کہ وہ کبھی اس کو سننا گوارا نہ کرے گا. اسی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ آغاز کلام میں بہتر سے بہتر، شیریں سلیس، خوش نما اور معنی کے اعتبار سے صحیح تر اور واضح) تقدیم و تاخیر اور تعقید سے خالی اور عدم مناسبت سے بری لفظ لایا جائے اور کلام مجید کی سورتوں کے فواتح بہترین وجوہ، نہایت بلیغ اور کامل ہو کر آتے ہیں مثلاً تحمیدات، حروف تہجی اور نداء وغیرہ.(۴)

فواتح السورالقرآن کی اقسام:

قرآن حکیم کی سورتوں کا آغاز کسی ایک طرز یا نوعیت سے نہیں ہوتا بلکہ مختلف انداز واقسام سے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ابتداء میں ایسے الفاظ اور موضوع کو لایا جاتا ہے جو سورہ میں زیادہ تر مقصود بیان اور ملحوظ ہو. چنانچہ علمائے مفسرین نے فواتح السور القرآن پر میر حاصل بحث کی ہے جس کے نتیجے میں ان کی تحقیق و تالیف قابل ذکر ہیں .علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

''ابن ابی الاصبع نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے اور اس کا نام الخواطر السوانح فی اسرار الفواتح رکھا ہے اور میں اس نوع (فواتح السور القرآن) میں اس کتاب کا ملخص کچھ زائد باتوں کے ساتھ جو مختلف کتابوں سے لی گئی ہیں.درج کرتا ہوں۔(۵)

تلاش وتحقیق سے مجموعی طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی سورتوں کا افتتاح دس انواع کے ساتھ فرمایا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. قرآن حکیم کی کئی سورتوں کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے ہوا ہے اور حمد وثناء کی دو اقسام ہیں۔

اولاً. اللہ تعالیٰ کے لیے صفات مدح کا اثبات

ثانیاً. صفات نقص کی ذات باری تعالی سے نفی اور ایسی صفتوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا تنزیہ

چنانچہ پہلی قبیل میں پانچ سورتوں کا آغاز تحمید سے کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

سورۃالفاتحہ: الحمد لله رب العٰلمین۔(۶)

سورۃالانعام: الحمدلله الذی خلق السموات والارض۔(۷)

سورۃالکھف : الحمد لله الذی انزل علی عبده الْکِتٰبُ ۔(۸)

سورۃسبا: الحمدلله الذی له مافی السموات وما فی الارض۔(۹)

سورۃفاطر: الحمد لله فاطر السموات والارض۔(۱۰)

جبکہ دوسورتوں میں تبارک کے عنوان سے، جس میں ذات باری تعالیٰ کے لئے اثبات حمد ہے، ابتداء فرمایا:

سورۃالفرقان: تَبٰرَکَ الذی نَزَّلَ الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیراً۔ (۱۱)

سورۃالملک: تَبٰرَکَ الذی بیدہِ الملک وھو علی کل شیءٍ قدیر۔(۱۲)

۲. قرآن کریم کی سات سورتوں کی ابتداء تسبیح کے صیغے کے ساتھ ہوئی ہے۔ الکرمانی ''متشابہ القرآن'' کے بیان میں لکھتے ہیں کہ تسبیح ایک ایسا کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے استعمال فرمایا ہے چنانچہ ان سورتوں کا آغاز اس کلمہ کے ساتھ ہوا ہے۔

سورۃبنی اسرائیل: سبحان الذی اسری بعبدہ۔(۱۳)

سورۃالحدید: سَبَّحَ لِلّٰہِ مافی السموات والاَرْض۔(۱۴)

سورۃالحشر: سَبَّحَ لِلّٰہِ مافی السّموات والاَرْض۔(۱۵)

سورۃالصَّفْ: سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔

سورۃالجمعۃ: یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مافی السموات والاَرْض۔(۱۶)

سورۃالتغابن: یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مافی السّموات ومافی الاَرْض۔(۱۷)

سورۃالاعلیٰ: سَبِّحِ اِسْمِ ربک الاَعْلیٰ۔(۱۸)

مذکورہ بالا سورتوں میں سے پہلی میں مصدر دوسری اور تیسری میں ماضی، چوتھی، پانچویں سورت مضارع اور چھٹی سورۃ میں امر کا صیغہ استعمال کر کے اس کلمہ کا اس کی ہر جہت سے استعمال کر لیا گیا ہے۔(۱۹)

۲۔حروف تہجی یا حروف مقطعات:

حروف تہجی سے قرآن حکیم کی انتیس (۲۹) سورتوں کا آغاز فرمایا ہے جنہیں حروف مقطعات بھی کہتے ہیں ان کو سورتوں کا نقطہ آغاز یا فواتح السوٗر کہا جاتا ہے سورتوں کے یہ فواتح پانچ اقسام پر آتے ہیں. جو درج ذیل ہیں۔

ا۔بسیط مقطعات:

یہ حروف کی وہ قسم ہے جو صرف ایک حرف پر مشتمل ہے اور یہ تین سورتیں ہیں۔

سورۃص: ص والقرآن ذی الذکر۔(۲۰)

سورۃق: ق والقرآن المجید۔(۲۱)

سورۃالقلم: ن والقلم ومایسطرون۔(۲۲)

۲. دوحروف سے مرکب مقطعات:

ایسے مقطعات قرآن حکیم کی دس سورتوں کے آغاز میں آئے ہیں جو یہ ہیں۔

سورۃطٰہٰ: طه ٥ مانزلنا عليك القرآن لتشقى.(۲۳)

سورۃالنمل: طس٥ تلك آيت القرآن و كتاب مبين (۲۴)

سورہ یس: يس ٥ والقرآن الحكيم(۲۵)

سورۃمومن: حم ٥ تنزيل الكتاب من الله العزيز الحكيم.(۲۶)

سورۃحم السجدۃ: حم ٥ تنزيل من الرحمن الرحيم(۲۷)

سورۃالزخرف: حم ٥ والكتب المبين(۲۸)

سورۃالدخان: حم ٥ والكتب المبين(۲۹)

سورۃالجاثیہ: حم ٥ تنزيل الكتب من الله العزيز الحكيم(۳۰)

سورۃالاحقاف: حم ٥ تنزيل الكتب من الله العزيز الحكيم(۳۱)

۳. تین حروف سے مرکب مقطعات:

اس نوع میں قرآن حکیم کی تیرہ سورتیں آتی ہیں۔

سورۃالبقرۃ: الم ٥ ذالك الكتاب لاريب فيه.(۳۲)

سورۃال عمران: الم ٥ الله لااله الاهوالحى القيوم(۳۳)

سورہ یونس: الرا ٥تلك آيٰت الكتب الحكيم(۳۴)

سورہ ھود: الر ٥ كتٰبٌ اُحْكمت ايٰتُهٗ (۳۵)

سورۃیوسف: الر ٥تلك ايت الكتب المبين(۳۶)

سورۃابراھیم: الر٥ كتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ(۳۷)

سورۃالشعراء: طسم٥ ٥ تلك ايت الكتب المبين(۳۸)

سورۃالقصص: طسم٥ تلك ايت الكتب المبين(۳۹)

سورۃالحجر: الر٥ تلك ايت الكتب و قرآن مبين(۴۰)

سورۃالعنکبوت: الم٥ احسب الناس ان يتركوا(۴۱)

سورۃالروم: الم O غلبت الروم(۴۲)

سورۃلقمن: الم O تلك ايت الكتب الحكيم(۴۳)

سورۃالسجدۃ : الم Oتنزيل الكتب لا ريب فيه من رب العلمين (۴۴)

۴. چارحروف سے مرکب مقطعات:

قرآن کریم کی دوسورتیں چارحروف سے مرکب مقطعات سے شروع ہوئی ہیں۔

سورۃالاعراف: المص O كتب انزل اليك(۴۵)

سورۃالرعد: المرO تلك ايت الكتب(۴۶)

۵. پانچ حروف سے مرکب مقطعات:

صرف دوسورت کا آغاز پانچ حروف پر مشتمل مقطعات سے ہوتا ہے۔

سورۃمریم: كهيعص ه ذكر رحمت ربك عبده ذكريا.(۴۷)

سورۃالشوری: حم O عسق كذالك يو حي اليك (۴۸)

حروف مقطعات کی حکمت:

مفسرین حروف مقطعات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان حروف کے ذکر سے یہ فائدہ مقصود ہے کہ یہ قرآن ،حروف تہجی یعنی ا،ب،ج ،د ہی سے مرکب اور مرتب ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ قرآن مجید کا کچھ حصہ مقطع (جدا جدا)حروف میں آیا ہے اور باقی تمام مرکب الفاظ ہیں غرض یہ تھی کہ جن لوگوں کی زبان میں قرآن حکیم کانزول ہوا ہے وہ معلوم کرلیں کہ قرآن انہی کی زبان میں ہے اور انہی حروف میں نازل ہوا ہے جن کو وہ جانتے اور اپنے کلام میں برتتے ہیں اور یہ بات ان لوگوں کے قائل کرنے اور ان کے قرآن حکیم کے مثل لانے سے عاجز ہونے کا ثبوت دینے کے لیے ایک زبردست دلیل ہے کیونکہ اہل عرب باوجود یہ معلوم کرلینے کے کہ قرآن حکیم انہی کی زبان میں اترا اور انہی حروف تہجی کے ساتھ نازل ہوا جس سے وہ اپنے کلام کو بناتے ہیں.پھر بھی قرآن کی اس تحدی (چیلنج) کو قبول کرنے سے عاجز رہے کہ اس کے مثل کوئی سورہ یا کم ازکم ایک آیت ہی پیش کرسکیں۔یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا صرف مقطعات میں تین سورتوں کو چھوڑ کر،متصل ہی اللہ تعالیٰ نے کلام الہٰی کے اعجاز واضح برتری۔مقصود کتاب اور من جانب اللہ ہونے کا صراحتاً تذکرہ کیا ہے۔(۴۹)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مقطعات کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں.” حروف مقطعات کے سلسلے

میں سب سے پہلے یہ حقیقت ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ان کی حیثیت ان سورتوں کے نام یا عنوان کی سی ہے .جس سورۃ سے اس کا تعلق ہوتا ہے چنانچہ جو باتیں سورۃ میں تفصیلی طور پر موجود ہوتی ہیں وہ اجمالی طور پر حروف مقطعات میں بھی مضمر ہوتی ہیں .مثلاً جب کوئی کتاب لکھی جاتی ہے تو اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے .لیکن نام رکھنے میں ہمیشہ کتاب کے مضمون کی مناسبت کا خیال رکھا جاتا ہے .اور ایک ایسا نام تجویز کیا جاتا ہے .جس کے سنتے ہی کتاب کی حقیقت اور اس کا مفہوم سننے والے کے ذہن میں آ جائے .مثلاً امام بخاریؒ نے اپنی حدیث کا نام "الجامع الصحیح المسند فی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا ہے اس نام کے سنتے ہی یہ علم ہو جاتا ہے کہ اس کتاب میں آنحضرت کی احادیث صحیحہ کو جمع کیا گیا ہے ۔(۴۸)

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سورتوں کے آغاز میں آنے والے حروف تہجی دراصل اس سورۃ میں مذکور مضامین کی مناسبت سے آتے ہیں۔

۳. نداء:

قرآن حکیم کی دس سورتوں کا افتتاح حروف نداء سے کیا گیا ہے جن میں سے پانچ میں پیغمبر اکرمؐ کو مخاطب کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

سورۃالاحزاب:	یاایھا النبی اتق اللہ(۵۱)
سورۃالطلاق:	یاایھا النبی اذطلقتم النساء(۵۲)
سورۃالتحریم:	یاایھا النبی لما تحرم(۵۳)
سورۃالمزمل:	یاایھا المزمل(۵۴)
سورۃالمدثر:	یاایھا المدثر(۵۵)

پانچ سورتوں میں امت کو بذریعہ نداء مخاطب کیا گیا ہے۔

سورۃالنساء:	یاایھا الناس اتقوا ربکم(۵۶)
سورۃالمائدۃ:	یاایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود(۵۷)
سورۃالحج:	یاایھا الناس اتقوا ربکم(۵۸)
سورۃالحجرات:	یاایھا الذین امنوا لاتقدموا(۵۹)
سورۃالممتحنہ:	یاایھا الذین آمنوا لاتتخذوا(۶۰)

۴۔ جملہ خبریہ:

قرآن حکیم کی تیس سورتوں کو جملہ خبریہ سے شروع کیا گیا ہے۔

سورۃالانفال:	یسئلونك عن الانفال(۵۹)
سورۃالتوبۃ:	برآۃ من اللہ ورسولہ(۶۰)
سورۃالنحل:	اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ(۶۱)
سورۃالانبیاء:	اقترب للناس حسابھم(۶۲)
سورۃالمومنون:	قدافلح المومنون(۶۳)
سورۃالنور:	سورۃ انزلنھا وفرضناھا(۶۴)
سورۃالزمر:	تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم(۶۵)
سورۃمحمد:	الذین کفروا وصدوا(۶۶)
سورۃالفتح:	انا فتحنا لك فتحاً مبینا (۶۷)
سورۃالقمر:	اقتربتِ الساعۃ وانشق القمر(۶۸)
سورۃالرحمن:	الرحمن O علّم القرآن(۶۹)
سورۃالمجادلۃ:	قدسمع اللہ قول التی(۷۰)
سورۃالحاقۃ:	الحاقۃ O ماالحاقۃ(۷۱)
سورۃالمعارج:	سال سائل بعذاب واقع(۷۲)
سورۃنوح:	إنا ارسلنا نوحاً الی قومہ(۷۳)
سورۃالقیامۃ:	لااقسم بیوم القیامۃ(۷۴)
سورۃعبس:	عبس و تولی(۷۵)
سورۃالبلد:	لااقسم بھذاالبلد(۷۶)
سورۃالقدر:	انا انزلناہُ فی لیلۃالقدر(۷۷)
سورۃالبینۃ:	لم یکن الذین کفروا(۷۸)
سورۃالقارعۃ:	القارعۃ مالقارعۃ(۷۹)
سورۃالتکاثر:	الھکم التکاثر(۸۰)
سورۃالکوثر:	انا اعطینك الکوثر(۸۱)

قسم:

قرآن حکیم کی پندرہ سورتوں کا آغاز قسم سے کیا گیا ہے۔ ہر ایک کی تفصیل یہ ہے۔

سورۃالصفٰت: والصفٰت صفاً(۸۲)اس میں ملائکہ کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالبروج: والسّماء ذات البروج(۸۳)اس میں آسمانوں کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالطارق: والسّماء والطارق(۸۴) اس میں بھی آسمانوں کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالنجم: والنّجم اذاھویٰ(۸۵)اس میں لوازم افلاک کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالفجر: والفَجْر ولَیال عشر(۸۶)اس میں لوازم افلاک کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالشمس: والشّمْسِ وَالضُّحھا(۸۷)اس میں لوازم افلاک کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالیل: والّیل اِذا یَغْشی(۸۸)اس میں لوازم افلاک کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالضحی: والضحی وَالّیل اذا سجی(۸۹)اس میں لوازم افلاک کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالعصر: والعصران الانسان لفی خسر(۹۰)اس میں لوازم افلاک کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالذاریات: والذاریات ذرواً(۹۱)اس میں ہوا کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالمرسلات: والمرسلات عرفاً(۹۲)اس میں ہوا کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالطور: والطور وکتب مسطور(۹۳)اس میں پہاڑ اور کتاب کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالتین: والتین والزیتون(۹۴)اس میں نبات کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالنازعات: والنازعات غرفاً(۹۵)اس میں حیوان ناطق کی قسم کھائی گئی ہے۔
سورۃالعادیات: والعادیات ضبحاً(۹۶)اس میں حیوان ناطق کی قسم کھائی گئی ہے۔

قرآن حکیم کے طرز خطاب میں ایک خصوصی اور نمایاں طرز یہ بھی ہے کہ اکثر مطالب ومضامین کو قسم کے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے جوان مضامین کی صداقت وحقانیت کی گویا دلیل و برہان ہوتی ہے اہل عرب کا یہ خصوصی ذوق تھا کہ جب کسی امر پر ان کو اصرار ہوتا اور اس کی حقانیت وصداقت کو مخاطب پر واضح کرنا چاہتے تو اس مقام پر قسم کا عنوان اختیار کرتے اور قرآن کریم چونکہ لغت عرب پر نازل ہوا اس لیے ان کے اس خصوصی ذوق کی رعایت بھی ایسے معجزانہ انداز کے ساتھ کلام اللہ میں رکھی گئی ہے کہ وہ اقسام قرآن کے لطائف پر حیرت زدہ ہوتے اور بجزاس اعتراف کے کوئی چارہ کار نہ ہوتا کہ خدا کی قسم یہ کلام بشرنہیں ہے۔

حافظ ابن القیم اپنی کتاب ''البیان فی اقسام القرآن'' میں فرماتے ہیں تمام مضامین میں اس امر کی توضیح فرمائی کہ جہاں جس چیز کی قسم کھائی اس چیز کو وہاں بیان کردہ مضمون سے پوری مناسبت ہوتی ہے۔(۹۷)

۶۔ کلام شرط:

سورتوں کی چھٹی نوع کلام شرط ہے اس سے سات سورتیں شروع ہوتی ہیں۔

سورۃالواقعة:	اذا وقعت الواقعة(۹۸)
سورۃالمنافقون:	اذا جاءَكَ المنافقون(۹۹)
سورۃالتکویر:	اذا الشَّمْس كُوِّرَتْ(۱۰۰)
الانفطار	اذا السّمآءُ انفطَرت (۱۰۱)
الانشقاق	اذا السّمآءُ انشقت (۱۰۲)
الزّلزال	اذا زُلزلتِ الارض زِلزالَها (۱۰۳)
النّصر	اذا جآء نصر اللّٰه والفتح (۱۰۴)

۷۔ اَمر:

قرآن حکیم کی چھ سورتوں کا آغاز صیغہ اَمر سے ہوتا ہے:

الجنّ	قُل اوحی اِلیّ انه استمع.....(۱۰۵)
العلق	اقراء باسم ربّك الّذی خلق....(۱۰۶)
الکافرون	قُل یا یها الکفرون (۱۰۷)
الاخلاص	قُل هُو اللّٰه اَحد (۱۰۸)
الفلق	قُل اَعوذ بِرَبّ الفلق (۱۰۹)
النّاس	قُل اَعوذ بِرَب النّاس (۱۱۰)

۸۔ استفہام:

قرآن حکیم کی چھ سورتوں کا آغاز استفہام سے ہوتا ہے:

الدّهر	هل اتیٰ علی الانسان.....(۱۱۱)
النّبا	عَمّ یتسآء لون (۱۱۲)
الغاشیه	هل اتٰك حدیث الغاشیة (۱۱۳)
الانشراح	اَلم نشرح لك صدرك (۱۱۴)
الفیل	اَلم ترکیف فعل.....(۱۱۵)
الماعون	اَرء یت الّذی یکذّب..... (۱۱۶)

۹۔ دُعا:

صرف تین سورتوں کا آغاز دُعا سے ہوتا ہے:

المطففّین	وَیل للمطففین (۱۱۷)
الھمزۃ	ویل لکّل ھُمزۃ (۱۱۸)
اللّھب	تبّت یدآ ابی لھب (۱۱۹)

۱۰۔ تعلیل کلام:

قرآن حکیم کی صرف ایک سورہ تعلیل کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔

سورۃقریش: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ (۱۲۰)

ابوشامہ نے ان دس انواع کو دو اشعار میں یوں بیان کر دیا ہے۔

اثنی علی نفسه سبحانه بثبو ت الحمد والسلب لما استفتح السورا

والا مروالشرط والتعلیل والقسم الد عاحروف التهجی استفهم الخيرا. (۱۲۱)

فواتح السور القرآن کے بارے میں شاہ ولی اللہ کا نقطہ نظر:

برصغیر میں فہم قرآنی کے عظیم عالم شاہ ولی اللہ نے فواتح سور القرآن کے ضمن میں بڑی دلچسپ بحث کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

''چونکہ قرآن مجید کی سورتوں کا اسلوب بالکل بادشاہوں کے فرمان جیسا تھا اس وجہ سے ان سورتوں کی ابتداء اور انتہاء میں بھی مکاتیب کا ہی انداز اختیار کیا گیا چنانچہ جس طرح بعض مکاتیب خدا کی حمدوثناء سے شروع کیے جاتے ہیں اور بعض مکاتیب کی ابتداء غرض تحریر کی وضاحت سے کی جاتی ہے بعض مکاتیب ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا کوئی عنوان نہیں ہوتا بعض مکاتیب طویل ہوتے ہیں اور بعض مختصر، بالکل اس انداز سے اللہ تعالیٰ نے بھی بعض سورتوں کو حمدوثناء سے شروع کیا اور بعض کو غرض تحریر کی وضاحت سے مثلاً ذالك الكتاب لاریب فیه هدی للمتقین (۱۲۲) ''سوره انزلنها و فرضنا ها" (۱۲۳) یہ انداز بالکل وہی ہے جیسا کہ عام تحریروں میں اختیار کیا جاتا ہے مثلاً ''هذا ماصالح علیه فلان و فلان ،هذا ما اوصی به فلان" یعنی وہ تحریر ہے جس پر فلاں فلاں نے اتفاق کیا ہے یہ وہ تحریر ہے جس کی فلاں آدمی نے وصیت کی ہے۔

آنحضرتؐ نے صلح حدیبیہ پر جوعہد نامہ تحریر فرمایا تھا اس کی ابتداء بھی اس طرح ہوئی تھی۔ ہذا ما قاضیٰ علیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ وہ عہد نامہ ہے جسے آنحضرتؐ نے منظور فرمایا ہے)

بعض آیات کی ابتداء اس انداز سے ہوتی ہے جس انداز کے وہ نامے ہوتے ہیں جن کی ابتداء کاتب اور مکتوب کے نام سے کی جاتی ہے .مثلاً

تنزیل من الله العزیز الحکیم.(۱۲۴)

کتٰبٌ اُحْکِمَتْ آیاتُه ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حکیمٍ خبیرٍ.(۱۲۵)

ان آیات کے آغاز کا انداز ان تحریروں سے مشابہت رکھتا ہے جو اس انداز سے شروع کی جاتی ہیں جب آنحضرتؐ نے ہرقل شاہ روم کے پاس نامہ بھیجا تھا اس کی ابتداء یوں ہوئی تھی۔

من محمد رسول اللّٰہ الی هر قل عظیم الروم.

اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے شاہ روم ہرقل کے نام

بعض سورتیں مختصر واقعات اور تحریروں کے انداز پر بغیر کسی عنوان کے بھی نازل ہوئی ہیں۔

اذا جاء ك المنافقون(۱۲۶)

قدسمع الله قول التی تجادلك فی زو جها(۱۲۷)

یا ایها النبی لم تحرم(۱۲۸)

اسی طرح اہل عرب کا فصیح ترین کلام قصائد کی شکل میں ہے قصائد میں اصل مقصد سے پہلے تمہید کے طور پر تشبیب لکھی جاتی ہے اور تشبیب میں عجیب وغریب مقامات اور حیرت انگیز اور ہولناک واقعات کا ذکر کرنا ان کی بہت پرانی روایت ہے قرآن مجید کی بعض سورتوں میں یہ اسلوب بھی اختیار کیا گیا ہے .مثلاً

والصفٰت صفاً فالزاجرات زجرًا(۱۲۹)

والذاریت زروًافا لحاملات وقراً(۱۳۰)

اذالشمس کورت واذا النُّجُوم انکدَرَتْ(۱۳۱)

شاہ ولی اللہ کی مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سورتوں کا آغاز فرمان کی مناسبت سے ہے اور یہ عرب کے اس اسلوب کے عین مطابق ہے جسے وہ اپنی تحریر میں استعمال کرتے تھے۔(۱۳۲)

کسی چیز کا ظاہری حسن ہی اس کی عمدہ خوبی کا پتہ دیتی ہے .یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم کے فواتح بھی اپنی خوبی اور حسن میں بے مثال ہیں اور یہی اس کے اعجاز کی ایک لطیف سی دلیل ہے .جب ہم قرآن حکیم کی سورتوں کے فواتح کا جائزہ لیتے ہیں تو عمدہ کلام کی تمام خوبیاں اس میں موجود پاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فواتح السور کے عمدہ اور جامع ہونے پر یوں بحث کرتے ہیں۔

''کلام کے عمدہ ابتداء کی ایک خاص ترین نوع ,نوعۃ الاستہلال نامی بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آغاز کلام اس چیز پر مشتمل ہو جو کہ متکلم فیہ کے مناسب حال ہے اور اس میں باعث سیاق کلام کا اشارہ موجود ہو۔''(۱۳۳)

چنانچہ اس بارے میں سب سے اعلیٰ اور احسن نمونہ سورۃ الفاتحہ ہے جو کہ قرآن کریم کا مطلع اور اس کے تمام مقاصد پر مشتمل ہے .اس کی تفصیل یوں ہے'' خداوند کریم نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور ان سب کے علوم چار کتابوں توریت ،زبور،انجیل اور قرآن میں ودیعت رکھ دیئے.پھر توریت ،زبور،اور انجیل کے علوم قرآن میں ودیعت رکھے اور علوم القرآن کو اس حصہ میں مفصل رکھا.اور مفصل کے جملہ علوم صرف سورہ فاتحہ میں ودیعت فرما دیئے لہذا جو شخص سورہ فاتحہ کی تفسیر معلوم کرے گا وہ گویا تمام کتب منزلہ کی تفسیر سے واقف ہو جائے گا۔(۱۳۴)

خواتم سور القرآن:

خواتم کا سہ حرفی مادہ خ،ت،م ہے .یہ ثلاثی مجرد سے باب ''ضَرَبَ'' سے آتا ہے ختـمـاً و ختاماً الخاتم. بمعنی ہر چیز کا اختتام ،خواتم (جمع) ہے(۱۳۵) جبکہ ابن منظور لکھتے ہیں۔

خَتَمَ یَخْتَمُ ختماًو ختاماًالاخیر عن الحیاتی والجمع خواتم وخواتیم .ویقال ختم فلان القرآن اذا قرء ہ الی اخرہ و خاتم کلی شئی.وخاتمہ ،عاقبۃ،و اخرہ.(۱۳۱)

مذکورہ بحث میں خواتم السور سے مراد سورتوں کا آخری حصہ یا اختتام ہے بعض مفسرین اس اصطلاح کو مقاطع السور یا منتہائے سور کے نام سے بھی تعبیر کرتے ہیں .اس مفہوم کی تائید مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

من حفظ من خواتیم سورۃ الکھف(۱۳۶)

اعطی خواتیم سورۃالبقرۃ(۱۳۷)

قال خاتمۃ سورۃ البقرۃ فانھا(۱۳۸)

کسی کلام کا آخری حصہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے کسی طرح سے بھی پہلے حصے سے کم نہیں ہوتا دراصل یہ وہ آخری کلمات ہوتے ہیں جو انسانی ذہن پر گہرا اثر ڈالتے ہیں قرآن حکیم کی سورتوں کا خاتمہ بھی اپنے حسن اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے کسی اعجاز سے کم نہیں.اگر بنظر غائر خواتم السور کا مطالعہ کیا جائے تو سابقہ مضمون کا خلاصہ جامع انداز سے سامنے آتا ہے.یہی وجہ ہے علماء مفسرین نے خواتم السور القرآن کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے جلال الدین سیوطی رقم طراز ہیں۔

''یہ بھی فواتح ہی کی طرح حسن وخوبی میں طاق ہیں اس لیے کہ یہ کلام کے وہ مقامات ہیں جو آخر میں گوش زد ہوا کرتے ہیں اور اس باعث سے یہ سامع کو انتہائے کلام کا علم حاصل کرانے کے ساتھ معانی بدیعہ کے

بھی متضمن ہو کر آتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سننے سے پھر سے نفس کو بعد میں ذکر کی جانے والی بات کا کوئی شوق باقی نہیں رہتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سورتوں کا اختتام دعاؤں ،نصیحتوں ،فرائض ،تمہید ،تہلیل ،مواعظ ،وعد ،وعید اور جامع صفات الٰہیہ پر ہوا ہے ۔(۱۴۰)

مقصود اس اقتباس سے یہ ہے کہ قرآن حکیم کی سورتوں کا خاتمہ اتنے عمدہ کلام پر ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر عمدگی اور حسن کا تصور نہیں کیا جاسکتا ۔اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ ماسبق کلام کا خلاصہ ہوتے ہیں اور پورے موضوع کو سمیٹ رہے ہوتے ہیں تاکہ انسان تشنگی محسوس نہ کرے اور نہ ہی سوچ سکے کہ اس سے بہتر خاتمہ لایا جاسکتا تھا۔

خواتم السور پر شاہ ولی اللہ کی بحث:

شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک قرآن حکیم کی سورتوں کی مثال شاہی فرمان کی طرح ہے یہی وجہ ہے کہ سورتوں کی ابتداء وانتہاء میں مکاتب کے طریقہ کی رعایت رکھی گئی ہے چنانچہ رقم طراز ہیں۔

''جس طرح مکتوبات کو کلمات جامع، وصایائے نادرہ اور احکامات سابقہ کے لیے تائیدات اور اس کی مخالفت کرنے والے کے لئے تہدیدات پر تمام کرتے ہیں ایسے ہی خداوند تعالیٰ نے سورتوں کے آخری حصہ کو کلمات جامع اور حکمت کے سرچشموں سے تائیدات بلیغہ اور تہدیدات عظیمہ پر ختم فرمایا نیز جس طرح بعض مکاتیب کا اختتام کبھی جامع کلمات پر کیا جاتا ہے اور کبھی اچھی اچھی وصیتوں اور نصیحتوں پر، اسی انداز پر کلام مجید میں بھی مختلف سورتوں کو کبھی جوامع کلم ،اور کبھی احکام کے لواحق پر اور کبھی انتہائی سخت قسم کی تاکید پر تمام کیا جاتا ہے ۔''(۱۴۱)

شاہ ولی اللہؒ کے اسی نقطہ نظر کے پیش نظر سورۃ البقرۃ کا خاتمہ نہایت عمدہ دعاوں اور جامع کلمات پر ہوا ہے جو حسن خاتمہ کی ایک دلیل ہے ۔اسی طرح وصایا(نصائح اور ہدایات) کی عمدہ نظیر سورۃ آل عمران ہے۔

یاایھا الذین امنو اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوالله لعلکم تفلحون .(۱۴۲)

سورۃ النساء کا خاتمہ فواتح کی طرح احکام کی تاکید اور صفات الٰہیہ پر ہوا ہے ۔اسی طرح سورۃ یوسف کے خاتمے میں قرآن حکیم کی جامع صفات اور اس میں مذکور واقعہ کی حکمت وموعظمت بیان ہوئی ہیں ۔فواتح وخواتم میں ربط کی چند مثالیں:

اگر سورۃ الانعام کے فاتحہ وخاتمہ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس میں صفات الٰہیہ کا اتباع کیا گیا ہے۔ آغاز اس آیت سے ہوتا ہے:

الحمدللّٰه الذّیِ خَلَقَ السّمٰواتِ وَالْاَرْض وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّورِ
ثُمَّ الذّیِنَ کَفرُوا بِربِّھِم یَعْدِلُون"(۱۴۳)

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اوراجالا بنایا پھر بھی یہ کافراوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔

سورۃ الانعام کی مذکورہ ابتدائی آیت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء تخلیق ارض وسماء اور نور وظلمات کا ذکر ہے ساتھ ہی شرک کا رد بھی کر دیا گیا ہے۔ جبکہ خاتمہ ان جملوں پر کیا گیا ہے۔

وھو الذی جعلکم خَلٰئِفَ الْاَرْض وَرَفَعَ بعضکم فَوْقَ بعضٍ دَرَجٰت
لِیُبلُوَکُمْ فِی مااٰتیکُمْ انَّ رَبَّکَ سریعُ العِقَاب وَاِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِیمٌ(۱۴۴)

اور وہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین پر اپنا نائب بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے تاکہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمالے بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں انسان کی زمین پر حیثیت، آزمائش، سرعت، عذاب اور اسکی رحمت ومغفرت کا ذکر ہے۔

اگر مذکورہ سورۃ کے فاتح وخاتم پر غور کریں تو اس میں ایک خاص معنوی ربط نظر آئے گا. مثلاً سورۃ کا آغاز تحمید سے کیا گیا اور خاتمہ مغفرت ورحمت پر ہے . جب انسان اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے تو وہی مغفرت و رحمت کا سزاوار بھی ہوتا ہے اسی وجہ سے تحمید کو مقدم کیا گیا۔ پھر تخلیق ارض وسماء کا ذکر کرنے کے بعد ضرورت تھی کہ اس کارخانہ عالم کو کوئی چلائے تو اللہ تعالیٰ نے انسان ہی کو زمین میں اپنا نائب بنایا. پھر جب نیابت سے نوازا تو اللہ تعالیٰ کی آزمائش کی اس گھڑی میں کافر لوگ ناکام ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے مطیع کامیاب، جو لوگ اس کے بعد بھی خدا کو ماننے اور جاننے میں ہٹ دھرمی سے کام لے رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے سریع الحساب ہے اور جو صحیح حق خلافت کو ادا کر رہے ہیں تو ان کے لیے غفور رحیم ہے۔

اثبات آخرت یا تذکر بما بعد الموت کی حامل سورۃ الواقعہ پر غور کریں تو اس میں بھی ایک ربط نظر آتا ہے جس کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

اذا وقعت الواقعة ۝ لیس لوقعتھا کاذبه.(۱۴۵)

جب ہو جائے گی ہونے والی اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

سورۃ کی ابتداء میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس سے مراد قیامت ہے. فرمایا کہ یہ امر شدنی ہے یہ آکر رہے گی اور تم کسی طرح بھی اس سے بھاگ نہ سکو گے نیز اگر تم اس وہم میں مبتلا ہو کہ تم کو جھوٹ موٹ ایک ہونے سے ڈرایا جا رہا ہے تو اس میں جھوٹ کا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں۔

سورۃ کی آخری آیت ہے:

"ان هذا لهم الحق المبين o فسبح باسم ربك العظيم". (۱۴۶)

بے شک یہ تحقیقی ویقینی بات ہے پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو جو بڑا عظمت والا ہے۔

اس آیت میں بالواسطہ طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے اور تلقین اور استقامت ہے کہ جو باتیں اوپر بیان ہوئی ہیں سب یقینی حقائق ہیں ان میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے البتہ تمہاری قوم کے لوگ نہیں مان رہے تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور اپنے رب عظیم کی تسبیح بیان کرو۔ مذکورہ سورۃ کے فاتحہ وخاتمہ سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں میں ربط موجود ہے شروع میں فرمایا کہ یہ ایک حقیقت ہے اور واقع ہونے والی ہے اس کے آنے میں تخلف نہیں ہو گا جبکہ آخر میں فرمایا کہ یہ حق الیقین ہے اس میں بھی کسی شائبہ کی گنجائش نہیں دونوں میں اس واقعہ کے لازمی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ جب قیامت امر شدنی ہے تو اپنے رب عظیم کی تسبیح پڑھو کہ وہ ظلم سے پاک ہے اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق سزا ملے گی۔ (۱۴۸)

احکام کے سلسلے میں سورۃ العنکبوت ہے جس کے آغاز میں جہاد کا حکم ہے:

الٓمّٓ o اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ.

المٓ o کیا لوگ خیال کرتے ہیں یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔

اس آیت میں واضح طور پر اس امر کی طرف اشارہ ہے امت محمدیہؐ کی آزمائش جہاد سے ہو گی۔

آخری آیت میں ہے۔

و الذين جاهدو افينا لنهد ينهم سبلنا و ان الله لمع المحسنين . (۱۴۹)

اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں واضح ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے کے لئے اجر کا اعلان ہے اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی کہ مجاہدین کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہو گی۔ مذکورہ سورۃ میں جس مضمون سے سورۃ کا آغاز کیا تھا اس پر خاتمہ فرمایا۔ شروع میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ اہل ایمان کی آزمائش لازمی ہے اور ایماندار اس امتحان میں سرخرو ہوں گے تو ان کے دو اجر ہیں اول ان کے لیے دنیا میں راستے آسان ہوں گے دوسرے آخرت میں معیت الٰہی نصیب ہو گی۔

فواتح وخواتم السور پر قلم اٹھانے والے علماء ومفسرین:

جن علماء ومفسرین نے فواتح وخواتم سورالقرآن کے ربط پر بطور خاص قلم اٹھایا ہے ان میں سر فہرست علامہ جلال الدین سیوطی ہیں.جن کی اس موضوع پر تصنیف ''مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع'' کے نام سے ہے.اسی طرح علامہ کرمانی کی کتاب العجائب بھی اس موضوع پر بہترین ہے.برصغیر پاک وہند کے علماء میں شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ''الفوز الکبیر'' میں ضمناً اس موضوع کا تذکرہ کیاہے.البتہ مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب عربی زبان میں'' سبق الغایات فی نسق الایات '' اس موضوع پر عمدہ ہے دیگر مفسرین میں جنہوں نے اپنی تفاسیر میں اس امر کا خاص اہتمام کیاہے۔فخر الدین رازی،احمد مصطفیٰ المراغی،عبدالحق حقانی صاحب ''فتح المنان'' اور مولانا اشرف علی تھانوی صاحبِ ''بیان القرآن'' شامل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔البقرۃ۲:۲۴،۲۳ ۲۔ابن منظور ،لسان العرب،دار صادر، بیروت ج۲،ص۵۲۷

۳۔السیوطی جلال الدین ،الاتقان فی علوم القرآن،مکتبہ المعارف الریاض،۱۹۹۶،ج۲،ص۳۹۳

۴۔نفس مصدر ۵۔نفس مصدر ۶۔الفاتحۃ،۱:۱

۷۔الانعام،۶:۱ ۸۔الکھف،۱۸:۱ ۹۔سبا،۳۴:۱

۱۰۔فاطر،۳۵:۱ ۱۱۔الفرقان،۲۵:۱ ۱۲۔الملک،۷۷:۱

۱۳۔بنی اسرائیل،۱۷:۱ ۱۴۔الحدید،۵۷:۱ ۱۵۔الحشر،۵۹:۱

۱۶۔الجمعۃ،۶۲:۱ ۱۷۔التغابن،۶۴:۱ ۱۸۔الاعلیٰ،۸۷:۱

۱۹۔الاتقان،حوالہ مذکور،ج۲،ص۲۹۲ ۲۰۔ص،۳۸:۱ ۲۱۔ق،۵۰:۱

۲۲۔القلم ۲۳۔طٰہٰ،۲۰:۱ ۲۴۔النمل،۲۷:۱

۲۵۔یٰس،۳۶:۱ ۲۶۔مومن،۴۰:۱ ۲۷۔حٰم السجدۃ،۴۱:۱

۲۸۔الزخرف،۴۳:۱ ۲۹۔الدخان،۴۴:۱ ۳۰۔الجاثیہ ۴۵:۱

۳۱۔الاحقاف،۴۲:۱ ۳۲۔البقرۃ:۲:۱ ۳۳۔آلِ عمران:۳:۱

۳۴۔یونس:۱۰:۱ ۳۵۔ھود،۱۱:۱ ۳۶۔یوسف،۱۲:۱

۳۷۔ابراہیم،۱۴:۱ ۳۸۔الحجر،۱۵:۱ ۳۹۔الشعراء:۲۶:۱

۴۰۔القصص:۲۸:۱ ۴۱۔العنکبوت:۲۹:۱ ۴۲۔الروم:۳۰:۱

۴۳۔لقمٰن:۳۱:۱ ۴۴۔السجدۃ:۳۲:۱ ۴۵۔الاعراف،۷:۱

۴۶۔الرعد،۱۳،۱ ۴۷۔مریم،۱۹،۱ ۴۸۔شوریٰ

۴۹۔الاتقان، حوالہ مذکور، ج ۲، ص ۲۹ ۵۰۔شاہ ولی اللہؒ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (مترجم) قرآن محل، تاجران کتب، کراچی، ۱۳۸۳ھ ص ۱۶۶، ۱۶۷

۵۱۔الاحزاب:۳۳،۱

۵۲۔الطلاق،۶۵،۱ ۵۳۔التحریم،۶۶:۱ ۵۴۔المزمل:۷۳،۱

۵۵۔المدثر:۷۴،۱ ۵۶۔المائدۃ:۵،۱ ۵۷۔الحج:۲۲،۱

۵۸۔الحجرات:۴۹،۱ ۵۹۔الانفال:۸،۱ ۶۰۔التوبہ:۹،۱

۶۱۔النحل،۱۶،۱ ۶۲۔الانبیاء،۲۱،۱ ۶۳۔المومنون:۲۳،۱

۶۴۔النور:۶۴،۱ ۶۵۔الزمر:۳۹،۱ ۶۶۔محمد:۴۷،۱

۶۷۔الفتح:۴۸،۱ ۶۸۔القمر:۵۴،۱ ۶۹۔الرحمٰن:۵۵،۱

۷۰۔المجادلہ:۶۹،۱ ۷۱۔الحاقہ:۶۹،۱ ۷۲۔المعارج:۷۰،۱

۷۳۔نوح:۷۱،۱ ۷۴۔القیٰمۃ:۷۵،۱ ۷۵۔عبس:۸۰

۷۶۔البلد:۹۰،۱ ۷۷۔القدر:۹۷،۱ ۷۸۔البینۃ:۹۸،۱

۷۹۔القارعۃ:۱۰۱،۱ ۸۰۔التکاثر:۱۰۲،۱ ۸۱۔الکوثر:۱۰۸،۱

۸۲۔صافات:۳۷،۱ ۸۳۔البروج:۸۵،۱ ۸۴۔الطارق:۲،۸۶،۱

۸۵۔النجم،۵۳،۱ ۸۶۔الفجر،۸۹،۱ ۸۷۔الشمس:۹۱،۱

۸۸۔اللیل:۹۲،۱ ۸۹۔الضحیٰ:۹۳،۱ ۹۰۔العصر۔۱۰۳،۱

۹۱۔الذاریات:۵۱،۱ ۹۲۔المرسلات:۷۷،۱ ۹۳۔الطّور:۵۲،۱

۹۴۔التین:۹۵،۱ ۹۵۔النازعات:۷۹،۱ ۹۶۔العادیات:۱۰۱،۱

۹۷۔الاتقان: حوالہ مذکورہ، ج ۲، ص ۳۷۳ ۹۸۔الواقعہ،۵۶،۱ ۹۹۔المنافقون:۶۳،۱

۱۰۰۔التکویر،۸۱،۱ ۱۰۱۔الانفطار:۸۲،۱ ۱۰۲۔الانشقاق:۸۴،۱

۱۰۳۔الزلزال:۹۹،۱ ۱۰۴۔النصر:۱۱۰،۱ ۱۰۵۔الجن:۷۲:۱

۱۰۶۔العلق:۹۶،۱ ۱۰۷۔الکفرون:۱۰۹،۱ ۱۰۸۔اخلاص

۱۰۹۔الفلق:۱۱۳،۱ ۱۱۰۔الناس:۱۱۴،۱ ۱۱۱۔الدھر:۷۶،۱

۱۱۲۔النباء:۷۸،۱ ۱۱۳۔الغاشیۃ:۸۸،۱ ۱۱۴۔انشراح:۹۴،۱

۱۱۵۔الفیل:۱۰۵،۱ ۱۱۶۔الماعون:۱۰۷،۱ ۱۱۷۔المطففین

۱۱۸۔الھمزہ ۱۱۹۔اللھب ۱۲۰۔النور:۲۴،۱

۱۲۱۔البقرۃ:۲،۱ ۱۲۲۔البقرۃ:۲،۱ ۱۲۳۔النور:۲۴:۱

۱۲۴۔ مومن ۱:۱۰ ۱۲۵۔ ہود ۱:۱۱ ۱۲۶۔ المنافقون ۶۳

۱۲۷۔ المجادلہ ۱:۵۸ ۱۲۸۔ الطلاق ۱۲۹۔ الصّٰفّٰت: ۲،۱،۲۷

۱۳۰۔ الذاریات: ۲،۱،۱۵ ۱۳۱۔ شمس

۱۳۲۔ دیکھیے۔ النور الکبیر، حوالہ مذکور ص ۱۱۶،۱۱۵

۱۳۳۔ الاتقان: حوالہ مذکور، ج۲، ص ۲۹۴ ۱۳۴۔ نفس مصدر ۱۳۵۔ المنجد، ص ۶۵۸

۱۳۶۔ ابن منظور، لسان العرب، حوالہ مذکور، ج ۱۲ ص ۶۴ ۱۳۷۔ ابو داود

۱۳۸۔ نسائی باب الصلوۃ، ۲۵ ۱۳۹۔ دارمی، فضائل القرآن، ص ۱۴

۱۴۰۔ الاتقان فی علوم القرآن، حوالہ مذکور ص ۱۴۱۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، حوالہ مذکور، ص ۱۱۶،۱۱۴

۱۴۲۔ آلِ عمران: ۲۰۰،۳ ۱۴۳۔ الانعام: ۱،۶

۱۴۴۔ الانعام ۲۶۵،۶ ۱۴۵۔ الواقعہ: ۲،۱،۵۶ ۱۴۶۔ الواقعہ: ۵۶،۹۵،۵۶

۱۴۷۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، مرکز انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۷۳، ج۷، ص ۱۸۸

۱۴۸۔ العنکبوت: ۲،۱،۲۹ ۱۴۹۔ العنکبوت: ۹۶،۲۹

☆☆☆☆☆

ادبی چوری

تاریخ کی ایک بڑی شخصیت نے صاحب بن عباد کو ایک دفعہ خط لکھا۔ اس خط میں فصاحت و بلاغت کے آثار نمایاں تھے۔ جب صاحب بن عباد نے اس کا مطالعہ کیا تو اسے پتہ چلا کہ اس خط میں فصاحت و بلاغت کے جتنے کلمات درج کئے گئے ہیں وہ سب خود اُسی کے ہیں۔ اس لئے اس نے اس کے جواب میں یہ آیت لکھ بھیجی۔

''هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا'' (یوسف/۶۵)

ترجمہ: (یہ ہمارا ہی مال ہے کہ جو ہماری طرف لوٹا دیا گیا ہے)